مولانا مختار احمد محمدی مدنی الجبیل

یہ ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ

قارئین کرام! یہ میرے لئے بڑے شرف وسعادت کی بات ہے کہ میں آپ کے سامنے ایسے جلیل القدر صحابی کی معطر سیرت کا اجمالا تذکرہ کروں جس کے دل وزبان پر اللہ تعالیٰ نے حق جاری کردیا جس کے ذریعہ اللہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا، جس کے اسلام لانے سے مسلمانوں کے دلوں میں خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی اور مشرکین کے ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی، جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد بیت اللہ میں اعلانیہ عبادت کرنے اور جب رسول اکرم ﷺ کی طرف سے مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت ملی تو اعلانیہ ہجرت کا جراتمندانہ اقدام کیا، وہ عظیم المرتبت شخصیت جس نے اپنے دور خلافت میں پہلی مرتبہ مرکزی بیت المال کا نظام قائم کیا، جس نے لوگوں کو انصاف مہیا کرنے کے لئے عدالتیں قائم کیں، جس نے سنہ ہجری کی داغ بیل ڈالی، جس نے لشکر اسلام کو منظّم کرنے کے لئے فوجی دفاتر قائم کئے، جس نے تاریخ میں پہلی مرتبہ مردم شماری کرائی، جس نے کوفہ بصرہ جیسے بڑے بڑے شہر آباد کئے، جس نے مجرموں پر قابو پانے کے لئے تاریخ میں پہلی بار جیل خانے قائم کئے، جس نے عوام الناس کی دیکھ بھال اور داخلی امن قائم کرنے کے لئے محکمہ پولیس کی بنیاد رکھی، جس نے بڑے بڑے شہروں میں مہمان خانے اور مکہ ومدینہ کے درمیان مسافروں کی سہولت کے لئے سرائے تعمیر کروائیں جو اپنی رعایا کے حالات معلوم کرنے کے لئے راتوں کو گشت کیا کرتا تھا، جس کی منشاء وخواہش کے مطابق بہت سی قرآنی آیات نازل ہوئیں، وہ عظیم المرتبت اور بارعب شخص جس راہ پر اس کا گذر ہوتا شیطان وہاں سے بھاگ جاتا، جس کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے، جو سب کے سب جنتی ہیں، جس کی عظمت اور سیاسی بصیرت و دانشمندی کا غیروں نے بھی اعتراف کرتے ہوئے کہا: کہ اگر روئے زمین پر اس جیسا ایک

اور شخص آ جاتا تو دنیا سے کفر، ظلم وستم اور بے راہ روی کا نام ونشان مٹ جاتا، جسے رسول اقدس رحمت کائنات کا خسر اور علی رضی اللہ عنہ کا داماد ہونے کا اعزاز وشرف حاصل ہے، جو تاریخ اسلام میں فاروق اعظم کے لقب سے معروف ہے اور جسے پہلی بار امیر المومنین کا خطاب دیا گیا، جس کا نام نامی اسم گرامی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور کنیت ابوحفص ہے، آیئے اس مقدس، عظیم المرتبت اور عزت مآب شخصیت کی حیات طیبہ پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے اپنے ذہن کی تاریکیوں میں روشنی کی کرن نمودار کریں!

عمر رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے، وہ عرب کے مشہور بازار عکاظ میں ہر سال شریک ہوتے اور اس میں شاعری، پہلوانی، رسہ کشی اور فن خطابت کے جوہر دکھلاتے، آپ فن قراءت وکتابت سے بھی واقف تھے، جو اس دور میں بہت بڑا اعزاز تصور کیا جاتا تھا، قریش کو ان کی جوانمردی اور اور بہادری پر بڑا ناز تھا، ان کا ایمان لانا اسلام کی عزت وسطوت کا ذریعہ بنا۔ ان کے قبول اسلام سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے، انہیں ایک قوت مل گئی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب سے عمر نے اسلام قبول کیا ہمیں عزت وسربلندی ملی، ان کا اسلام قبول کرنا نوید فتح حاصل ہوا، ان کا ہجرت کرنا مسلمانوں کی مدد کا پیش خیمہ بنا اور ان کا دور خلافت اللہ کی مخلوقات کے لئے رحمت، امن وسکون کا باعث بنا، جب تک عمر نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اس وقت تک ہم بیت اللہ میں سرعام اللہ کی عبادت نہیں کر سکتے تھے۔

خواتین اسلام کے لئے پردے مقام ابراہیم کو جائے مصلی بنانے اور شراب کی حرمت کے بارے میں اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو اہمیت دیتے ہوئے احکامات نازل فرمائے، غزوۂ بدر کے قیدیوں کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ تھا کہ ہر مسلمان اپنے قیدی رشتہ دار کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے، تاکہ کفر کا نام ونشان مٹ جائے، لیکن نبی کریم ﷺ رحم دل تھے، اس لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو ترجیح دیا، یعنی فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا، اس جنگ میں عمر فاروق نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے یہ مثال

قائم کر دی کہ اسلام کی سر بلندی اور اس کے تحفظ و بقاء کے راستے میں قرابت داری رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

جب نبی کائناتﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت پر بٹھایا گیا تو سب سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے پورے دور خلافت میں رفاقت کا حق ادا کر دیا، اس دار فانی سے رخصت ہونے سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جید صحابہ کرام سے مشورہ لینے کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسلمین نامزد کر دیا اور فرمایا: کہ میں اپنے علم کے مطابق روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں میں سے بہتر شخص کو مسند خلافت سپرد کر کے اس دینا سے رخصت ہو رہا ہوں، عمر رضی اللہ عنہ نے جب خلافت سنبھالی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا عربوں کی مثال نکیل پڑے اونٹ کی ہے جو اپنے قائد کے پیچھے چلتا ہے اب اس قائد کو دیکھنا ہے کہ نکیل پکڑ کر اسے کس طرف لے جا رہا ہے، رب کعبہ کی قسم میں تمہیں سیدھے راستہ پر لے کر چلوں گا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کی طبیعت میں سختی اور نرمی کا حسین امتزاج تھا، لیکن آپ نے خود کٹھن زندگی گذاری، ایک دن آپ کی خدمت میں لذیذ مٹھائی پیش کی گئی آپ نے پوچھا یہ کہاں سے آئی ہے لانے والے نے کہا: بطور خاص آپ کے لئے آذر بائیجان کے گورنر نے بھیجا ہے آپ نے کہا: کیا وہاں کے بھی لوگ اتنی لذیذ مٹھائیاں کھاتے ہیں قاصد نے کہا نہیں وہاں کے اہل ثروت کھاتے ہیں یہ سن کر آپ نے مٹھائی کا ڈبہ بند کر دیا اور مٹھائی واپس کروادی۔

ان کے دور خلافت میں ایک مرتبہ مدینہ میں قحط پڑا آپ نے اونٹ ذبح کر کے لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا، اونٹ کا گوشت پکا کر عمدہ قسم کی بوٹیاں آپ کی خدمت میں پیش کی گئیں، تو آپ نے دریافت کیا یہ گوشت کہاں سے آیا بتایا گیا کہ آج جو اونٹ ذبح ہوئے ہیں یہ ان کا گوشت ہے، آپ نے کہا: یہ میرے لئے کیسے مناسب ہے کہ میں عمدہ گوشت کھاؤں اور لوگوں کے لئے ہڈیاں باقی رہ جائیں یہ کہہ کر آپ نے گوشت کو دستر خوان

سے فوری طور پر اٹھانے کا حکم دے دیا۔

ایک دن آپ بازار میں گشت کر رہے تھے ایک موٹے اونٹ پر نظر پڑی پوچھا کس کا ہے؟ بتایا گیا کہ آپ کے بیٹے عبداللہ کا ہے یہ سنتے ہے غصے سے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فوراً اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حاضر ہونے کا حکم دیا حاضر ہونے پر کہنے لگے ابا جان یہ اونٹ بہت کمزور تھا میں نے اسے خرید کر چراگاہ میں بھیج دیا تا کہ یہ موٹا تازہ ہو جائے اور پھر میں اسے بیچ کر نفع حاصل کر لوں! یہ سن کر آپ نے کہا: تمہارے دل میں یہ ہوگا کہ لوگ اسے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ امیر المومنین کے بیٹے کا اونٹ ہے، اسے چرنے دو، سنو اسے بیچ دو، اصلی رقم جتنی تمہاری ہے وہ لے لو اور منافع بیت المال میں جمع کرا دو۔

امیر المومنین میں چار بنیادی خوبیاں پائی جاتی تھیں شجاعت، عدل، تقویٰ اور استقامت ان اوصاف کی وجہ سے وہ ایک کامیاب حکمراں اور خلیفہ تھے، ان کا نام سن کر بڑے بڑے جری اور بہادر کانپ جایا کرتے تھے، کھانے اور لباس اور رہائش میں حد درجہ سادگی تھی، مجلس میں جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے، رات کو گشت اور دن کو رعایا کے حالات کا جائزہ لینا آپ کا معمول تھا، ایک مرتبہ ایک بڑھیا عورت کو سامان سر پر اٹھاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس کا سامان اپنے سر پر اٹھایا اور اسے اس کے گھر تک چھوڑ دیا، اس نے خوش ہو کر دعا دی اور کہا: عمر کی جگہ تجھے خلیفۃ المسلمین ہونا چاہئے، اس طرح کے مزید واقعات ہیں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل میں زبان رسالت سے کئی حدیثیں وارد ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے بحالت خواب پیالے سے دودھ پیا میں نے تازگی دیکھی یہاں تک کہ وہ میرے ناخنوں میں بھی رواں دواں ہے، پھر میں نے بچا ہوا دودھ عمر کو دے دیا صحابہ کرام نے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو آپ نے فرمایا: اس کی تعبیر علم ہے۔ (بخاری ومسلم)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے پوچھا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟

اس نے کہا اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم جس سے محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ رہو گے، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں کسی بات سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی خوشی نبی کریم ﷺ کی اس بات سے ہوئی کہ جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اس کے ساتھ ہوگا، میں نبی کریم ﷺ اور ابوبکر عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ مجھے ان کی رفاقت نصیب ہوگی گرچہ میرے پاس ان جیسے اعمال نہیں ہیں (صحیح بخاری)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ دو اشخاص میں سے جو تجھے پسند ہے اس کے ذریعہ اسلام کو غلبہ و بول بالا عطا کر ابو جہل یا عمر بن خطاب۔(ترمذی)

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایرانی غلام تھا جس کا نام فیروز اور کنیت ابولؤلؤ تھی، ایک دن اس نے عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ میرا مالک مجھ سے زیادہ اجرت لیتا ہے، آپ نے پوچھا روز آنہ کتنی رقم دیتے ہو؟ بتایا دو درہم روز آنہ ادا کرتا ہوں آپ نے پوچھا کیا کام کرتے ہو، کہا لکڑی اور لوہے پر نقش و نگاری کا کام کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: اتنے اچھے کاریگر ہو روز آنہ دو درہم زیادہ تو نہیں ہے، اسے اس بات پر غصہ آیا اس نے ایک خنجر تیار کیا اور اسے زہر آلود کیا اور بغل میں دبا کر صلاۃ فجر کے وقت مسجد نبوی آیا

آپ صلاۃ فجر کی امامت کروا رہے تھے، ابھی پہلی ہی رکعت تھی کہ اس نا ہنجار نے آپ پر کئی وار کیا، ایک وار ناف کے نیچے کیا جس کا زخم بہت گہرا تھا، آپ نڈھال ہو کر گر پڑے، خون بہت بہہ چکا تھا، آپ نے پوچھا میرا قاتل کون ہے؟ جب بتایا گیا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ مجھ پر حملہ کرنے والا اسلام کا دعویدار نہیں ہے، وہ خنجر لہراتا ہوا دوسروں کو زخمی کرتا ہوا بھاگا، لیکن اسے پکڑ لیا گیا، پھر اس نے خودکشی کر لی امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخموں کی تاب نہ لا کر تیسرے روز جام شہادت نوش فرما کر جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئے، اس طرح آپ کی شہادت کے تعلق سے صادق مصدوق نبی اکرم ﷺ کی پیشین گوئی سچی ثابت ہوئی، اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی، لیکن افسوس ہے دشمنان صحابہ

روافض پر کہ وہ ان سے راضی نہیں، یہی نہیں بلکہ وہ قاتل عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بابا شجاع الدین کے لقب سے یاد کرتے ہیں، اس کے نام پر ان کے ملک میں مزار بھی موجود ہے، یہ ان کی صحابہ دشمنی کی ایک ادنیٰ سی مثال ہے۔

آپ کی دلی خواہش اور تمنا کے مطابق عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لینے کے بعد نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا، شہادت سے پہلے آپ نے خلافت کے لئے چھ لوگوں کی کمیٹی بنادی اور اسے اختیار دے دیا کہ ان میں سے جن کو چاہیں اپنا خلیفہ منتخب کرلیں، اس کمیٹی میں علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم تھے، جن میں سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب کرلیا گیا، اپنے فرزندار جمند عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا میرے ذمہ کتنا قرض ہے؟ بتایا گیا چھیاسی ہزار درہم آپ نے فرمایا: میرا متروکہ مال بیچ کر یہ قرض ادا کردیا جائے۔

آپ کی مدت خلافت دس سال پانچ ماہ چار دن ہے، آپ کا دور خلافت تاریخ اسلام کا تابناک اور زریں دور ہے، جب تک آپ زندہ رہے امت مسلمہ کسی بھی فتنہ سے دوچار نہ ہوئی، لیکن جیسے ہی آپ کی شہادت ہوئی فتنوں کا دروازہ اس طرح کھلا کہ ابھی تک بند نہ ہوا۔

قارئین کرام! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت ایمان کا جزء ہے، اسی جذبہ کے تحت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شخصیت کی چند جھلکیاں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، ان کی تفصیلی سیرت معلوم کرنے کے لئے ان کتابوں کی طرف مراجعہ کریں بخاری ومسلم مناقب عمر۲/البدایہ والنہایہ۳/تاریخ اسلام۲/حکمراں صحابہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں صحابہ کرام کی محبت کو اجاگر فرمائے اور جو ان کے دشمن ہیں انہیں دنیا سے نیست ونابود کردے آمین!

حررہ: ۱۴/ جمادی الأولی ۱۴۴۷ھ موافق ۶/ اکتوبر ۲۹۲۵ن